Journal of Religion & Society (JR&S)
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

An Analytical Study of the Exegetical Benefits Derived from the Sayings of Sufis in Tafsir Mazhari

تفسیر مظہری میں صوفیاء کے اقوال سے تفسیری افادات کا تجزیاتی مطالعہ

Mr. Tanveer Hussain
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore
tanveermujaddadi@gmail.com
Dr. Muhammad Nasir Mahmood
Assistant professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract
The reflection of exegetical benefits derived from the sayings of Sufis in Tafsir Mazhari represents a distinctive aspect of Qazi Sanaullah's interpretive methodology and style. Throughout his commentary, he frequently cites the statements and opinions of his spiritual mentor, the accomplished Shaykh Ya'qub Karkhi, along with the views of eminent Sufi scholars. Qazi Sanaullah elucidated the spiritual and practical dimensions of Sufism in the light of the Qur'an and Hadith, presenting profound intellectual and experiential discussions on themes such as self-purification (tazkiyah al-nafs), divine love, and nearness to Allah.In Tafsir Mazhari, Qazi Sanaullah Panipati (رحمه الله) systematically compiled the statements of the leading scholars (A'immah) in order to make the theoretical and practical dimensions of Sufism comprehensible to a wider audience. This effort presents a comprehensive and coherent portrayal of Sufism. The sayings of Sufi scholars, jurists, and spiritual authorities cited in Tafsir Mazhari serve as a rich source of intellectual and spiritual depth within the discourse of Sufism. These statements clarify the meanings of the Qur'an and Hadith and assist in understanding the practical principles of Sufism.By organizing and presenting these sayings in a structured manner, Qazi Sanaullah Panipati offered the teachings of Sufism within an integrated intellectual framework, providing guidance for the purification of the soul and the attainment of closeness to Allah. Below, I will present the statements of prominent Sufi authorities mentioned in Tafsir Mazhari, which have been cited as key sources in discussions related to Sufism.

***Keyword**: Tafsir Mazhari, Sayings of the Sufis, Exegetical Literature, Sources of Sufism, Tafsir and Sufism, Qur'anic Exegesis and Sufism.*

تفسیر مظہری میں صوفیاء کے اقوال سے تفسیری افادات کی جھلک، قاضی ثناء اللہ کے تفسیری منہج و اسلوب کا ایک منفرد پہلو ہے۔ آپ نے اپنی تفسیر میں بیشتر مقامات پر اپنے شیخ کامل شیخ یعقوب کرخی کے اقوال و آراء کے ساتھ ساتھ جید صوفیاء کی آراء ذکر کی ہیں۔ قاضی ثناء اللہ نے تصوف کے روحانی و عملی پہلوؤں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا اور تزکیہ نفس، محبتِ الٰہی، اور قربِ الٰہی جیسے موضوعات پر گہرا فکری و تجرباتی بیان پیش کیا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے تفسیر مظہری میں ائمہ کرام کے اقوال کو مرتب کر کے تصوف کے علمی اور عملی مباحث کو فہم عام میں لانے کی کوشش کی گئی ہے، جو تصوف کی جامع اور مربوط تصویر پیش کرتا ہے۔ تفسیر مظہری میں ائمہ وفقہاء صوفیاء کے اقوال مباحثِ تصوف کی روشنی میں علمی اور روحانی گہرائی کا منبع ہیں۔ ان کے اقوال قرآن و حدیث کے مفاہیم کو واضح کرتے ہوئے تصوف کے عملی اصولوں کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے ان اقوال کو ترتیب دے کر تصوف کی تعلیمات کو ایک مربوط فکری ڈھانچے میں پیش کیا ہے،

جو تزکیہ نفس اور قربِ الٰہی کے حصول کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ذیل میں تفسیر مظہری میں مذکور ائمہ تصوف کے وہ اقوال پیش کروں گا جن کو مباحثِ تصوف کے ذرائع کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

تزکیہ نفس اور صوفیاء کی آراء

تزکیہ نفس تصوف کا بنیادی ستون ہے جس پر اولیاء اللہ اور مشائخ کرام نے اپنی کلام اور اقوال میں خاص روشنی ڈالی ہے۔ ائمہ تصوف نے نفس کی پاکیزگی، خواہشات کی قید، اور روحانی تطہیر کو انسان کی حقیقی ترقی کے لیے لازمی قرار دیا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں ائمہ تصوف کے اقوال کو جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے، جو تزکیہ نفس کے طریقے اور اس کے اثرات کو قرآن و حدیث کے ساتھ ہم آہنگی میں واضح کرتے ہیں، تاکہ مرید و طالبِ علم کے لیے راہنما اصول فراہم ہوں۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا [1]

ائمہ تصوف کے اقوال تزکیہ نفس کی عملی حکمتوں اور روحانی مشقوں کا منبع ہیں جو قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں مفصل بیان کی گئی ہیں۔ ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس کی تطہیر انسان کو اللہ کے قریب لے جاتی ہے اور روحانی کمال کی منزل تک پہنچاتی ہے۔ یہ اقوال تزکیہ نفس کی فلسفیانہ اور عملی پہلوؤں کو قرآن و حدیث کے تقاضوں کے مطابق روشنی فراہم کرتے ہیں۔

نفس کی گمراہی تصوف میں سب سے بڑا خطرہ اور تباہ کن عمل سمجھا جاتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر مظہری میں بعض صوفیاء کے قول کی روشنی میں بیان کرتے ہیں کہ نفس کے فجور (برائی) اور تقویٰ (پرہیزگاری) کے بعد بھی انسان کی آزمائش جاری رہتی ہے۔ قرآن کی آیت «کذبت ثمود بطغواھا» سے واضح ہوتا ہے کہ جیسے قوم ثمود نے نبی صالحؑ کی تکذیب کی اور اس کا نتیجہ ان کی تباہی ہوا، ویسے ہی جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو جھٹلائیں گے، ان کی تباہی یقینی ہے۔

حسن بصری کا قول

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے مطابق حسن بصری کا قول تزکیہ نفس کی روحانی گہرائی کو بیان کرتا ہے، جہاں بندے کا ارادہ مکمل طور پر خداوندی مشیت کے تابع ہو جاتا ہے۔ تفسیر مظہری میں اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی تزکیہ نفس وہی ہے جس میں بندہ اپنی خواہشات ترک کر کے اللہ کی مرضی کے تابع ہو، جو روحانی کمال اور قربِ الٰہی کی علامت ہے۔ یہ قول تصوف کی تعلیمات کے قلبی اصول کی تائید کرتا ہے۔ مشہور محدث ،صوفی فقیہہ خواجہ حسن بصری کا قول نقل کرتے ہوئے قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

> حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زکّٰی کی ضمیر مَنْ کی طرف راجع ہے۔ اوّل الذکر تفسیر پر یہ ان لوگوں کی حالت کا بیان ہو گا جو مراد خداوندی بن گئے ہیں ان کا اپنا ارادہ کچھ بھی نہیں رہتا اور موخر الذکر تفسیر پر یہ ان لوگوں کی حالت کا بیان ہو گا جو مشیت الٰہی کا ارادہ کرتے ہیں۔ اللہ جس کو چاہتا ہے' برگزیدہ بنا دیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے' اس کو اپنا راستہ بتا دیتا ہے۔[2]

حسن بصری رضی اللہ عنہ صوفیہ اور فقہاء میں ایک معتبر شخصیت ہیں جن کی آراء تصوف کے اہم موضوعات کی وضاحت میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں ان کے قول کو پیش کرتے ہوئے تزکیہ نفس اور اللہ کی مشیت کے مفاہیم پر روشنی ڈالی ہے۔ حسن

[1] الشمس 9:91

[2] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، الشمس 9:91

بصری کے مطابق تزکیہ نفس کا اصل مفہوم بندے کے مکمل انقیاد اور مشیتِ الٰہی کے مطابق زندگی گزارنے میں ہے، جہاں بندہ اپنے ارادے کو ترک کر کے خدا کی مرضی کو فوقیت دیتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں

الفریابی وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا کہ آیت والشمس وضحہا۔ یعنی قسم ہے آفتاب کی اور اس کی روشنی کی آیت والقمر اذا تلٰہا اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے آیت والنہار اذا جلٰہا اور دن کی جب وہ اسے روشن کردے آیت والنہار اذا جلٰہا یعنی اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے اور آیت والسماء امابناہا یعنی قسم ہے آسمان کی اور اسے بنانے والے کی فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو بنایا آیت والارض وماطحہا اور قسم ہے زمین کی اور اسے پھیلانے کی آیت فالہمہا فجورہا وتقوٰہا اور اس کو اس کی شقاوت کی پہچان کرائی آیت قد افلح من زکہا یعنی یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو شریف بنایا آیت وقد خاب من دسہا اور یقیناً وہ نامراد ہوا جس نے اسے گمراہ کیا آیت کذبت ثمود بطغوٰہا قوم ثمود نے جھٹلایا اپنے نبی کو اپنی نافرمانی کے سبب آیت ولا یخاف عقبٰہا یعنی اللہ تعالیٰ کو کوئی خوف نہیں ان کے انجام سے۔[3]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

فریابی وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا کہ آیت والشمس وضحاہا قسم ہے سورج کی اور اس کے روشن کرنے کی آیت والقمر اذا تلاہا یعنی چاند کی جب اس کے پیچھے آئے آیت والنہار اذا جلاہا اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جاتا ہے آیت ونفس وماسوٰہا یعنی اس کی پیدائش کو ٹھیک کر دیا اور اس میں کسی قسم کا نقص نہیں چھوڑا۔[4]

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے قتادہ رح سے روایت کیا کہ آیت والشمس وضحہا سے مراد دن ہے یعنی قسم ہے سورج کی اور اس کے دن کی آیت والقمر اذا تلہا یعنی چاند کا ظہور سورج کے غروب ہونے کے بعد ہوتا ہے اور اس کے غروب کے بعد ہی چاند دکھائی دیتا ہے یعنی قسم ہے چاند کی جب وہ غروب آفتاب کے بعد آئے۔ آیت والنہار اذا جلاہا قسم ہے دن کی جب وہ سورج پر چھا جائے آیت واللیل اذا یغشاہا اور قسم ہے زمین کی اور جس نے اس کو بچھایا آیت فالہمہا فجورہا وتقواہا یعنی اس کے لیے بیان کی فجور کو تقوی سے آیت قد افلح یعنی یہاں قسم واقع ہوئی آیت من زکہا یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نیکی کا عمل کیا اور اپنے نفس کو پاک کر لیا اللہ کی اطاعت کے ساتھ وقد خاب من دسہا وہ یقیناً نامراد ہوا جس نے اسے گمراہ کر دیا۔[5]

طریقہ تزکیہ نفس اور صوفیاء کے اقوال

تزکیہ نفس کا طریقہ تصوف کا بنیادی محور ہے جس پر ائمہ تصوف نے گہری روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے نفس کی پاکیزگی اور روحانی تربیت کے عملی اسباق قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں ائمہ تصوف کے اقوال کو جمع کر کے تزکیہ نفس کے اس طریقہ کار کی وضاحت کی گئی ہے جو مرید کو اللہ کے قریب لے جانے والا اور دل وجان کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ یہ اقوال تزکیہ نفس کے مراحل اور مشقوں کو واضح کرتے ہیں۔

---

[3] امام جلال الدین سیوطی، تفسیر در منثور، زیر تحت الآیۃ سورۃ السمش 9:91

[4] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، الشمس 9:91

[5] امام جلال الدین سیوطی، تفسیر در منثور، زیر تحت الآیۃ سورۃ السمش 9:91

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی[6]

اور جس نے اپنے رب کا نام ذکر کیا، پھر وہ نماز پڑھتا رہا۔

آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ اپنی تفسیر مظہری میں ائمہ تصوف کے اقوال تزکیہ نفس کے طریقہ کار کو علمی و عملی دونوں پہلوؤں سے روشناس کرواتے ہیں۔ ان اقوال میں ذکر، مراقبہ، ریاضت اور خدا کی یاد کو تزکیہ نفس کے بنیادی عمل قرار دیا گیا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تشریح کے مطابق، یہ طریقے انسان کو نفس کی برائیوں سے بچاتے ہوئے روحانی کمال کی طرف گامزن کرتے ہیں، جو تصوف کی اصل روح کو بیان کرتے ہیں۔

تزکیہ نفس اور نگاہ مرشد کامل

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یتلو علیہم سے اس استفادے کی طرف اشارہ کیا گیا جو زبان قال سے صحابہ کو نصیب ہوا اور یزکیھم سے اس قلبی فیضان کی طرف اشارہ فرمادیا جو نبوت کی نگاہ فیض اثر اور توجہ باطنی سے انھیں میسر آتا تھا۔ علامہ مذکور فیضان نگاہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ومع ھذا لا انکر برکۃ کل من الامرین التوجہ والرابطۃ وقد شاھدت ذلک من فضل اللہ عزوجل۔ مرشد کامل کی توجہ اور تعلق خاطر کی برکت کا میں انکار نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

> میں کہتا ہوں اگر تحریمہ کو شرط کہا جائے' تب بھی اس پر جواز بناء ضروری نہیں دیکھو نیت نماز کے لیے شرط ہے لیکن دو نمازیں ایک نیت سے صحیح نہیں اور وضو شرط صلوٰۃ ہے لیکن ابتداء اسلام میں ہر نماز کے لیے جدا وضو کرنا واجب تھا۔ ہاں فرض پر نفل نماز کی بناء تبعاً ضرور صحیح ہے جیسے ظہر کی نماز میں اگر کسی نے بھول کر پانچ رکعتیں پڑھ لیں اور آخری قعدہ کر لیا تو چھٹی رکعت ملا لے اور سجدہ سہو کر لے یہ آخری دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔[7]

امام شافعی وغیرہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ دوسرے ارکان صلوٰۃ کی طرح جزء نماز ہے کیونکہ جیسے دوسرے ارکان ضروری ہیں ' اسی طرح یہ بھی ضروری ہے۔ یہی رکن ہونے کی علامت ہے۔ حنفیہ کا قول ہے کہ نماز کی تمام بیرونی شرائط کی نگہداشت قیام کے اتصال کی وجہ سے ہے' ورنہ فی ذاتہ اور بجائے خود ان کی ضرورت نہیں۔ اسی لیے اگر بدن پر یا کپڑوں پر نجاست ہو یا واجب الستر حصہ بدن کھلا ہوا ہو یا زوال آفتاب نہ ہوا ہو یا قبلہ کی طرف منہ نہ ہو اور اس حالت میں تکبیر تحریمہ کہہ لی جائے مگر تکبیر کا آخری لفظ کہتے کہتے یہ موانع دور ہو جائیں مثلاً خفیف عمل کے ساتھ ستر عورت کر لے اور زوال ہو جائے اور قبلہ کی طرف منہ کر لے تو نماز درست ہو جاتی ہے کیونکہ قیام صلوٰۃ کے ساتھ جس جزء تحریمہ کا اتصال ہے وہ صحیح شرائط کے ساتھ اور صحیح رخ پر ہوا کافی میں لکھا ہے کہ ہمارے بعض حنفی علماء کے نزدیک تکبیر تحریمہ بھی رکن ہے۔ طحاوی کا ظاہر کلام یہی ہے۔ اس قول پر مذکورہ بالا تفریعات درست نہ ہوں گی۔[8]

شیخ یعقوب کرخی کا طریقہ

صوفیا کے نزدیک تزکیہ نفس کا طریقہ مرحلہ وار سلوک پر مبنی ہے جو توبہ، ذکر، اور مشاہدے پر مشتمل ہوتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے شیخ اعظم یعقوب کرخی کے اقوال کو تفسیر مظہری میں پیش کیا ہے۔ جہاں آیت «قد افلح من تزکّی» کو تزکیہ کے ابتدائی مرحلے، «وَذَكَرَ

---

[6] الاعلیٰ 15:87

[7] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ الاعلیٰ 15:87

[8] ایضاً، سورۃ الاعلیٰ 15:87

اسْمَ رَبِّهِ» کو ذکر کے قلبی اور روحانی پہلو، اور «فَصَلّٰی» کو دوامِ نماز اور مشاہدہ کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ یہ مراحل روحانی ترقی اور قربِ الٰہی کا جامع خاکہ پیش کرتے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں :

قَالَ شَيْخُنَا الْأَعْظَمُ يَعْقُوبُ الْكَرْخِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: إِنَّ الْآيَةَ تُشِيرُ إِلَى مَدَارِجِ السُّلُوكِ.١. التَّوْبَةُ وَالتَّزْكِيَةُ مَشْرُوحَةٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ}.٢. الْمُلَازَمَةُ لِلذِّكْرِ اللِّسَانِيِّ وَالْقَلْبِيِّ وَالرُّوحِيِّ وَالسِّرِّيِّ مَشْرُوحَةٌ فِي قَوْلِهِ: {وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ}.٣. الاسْتِمْرَارُ فِي الْمُشَاهَدَةِ مَشْرُوحٌ فِي قَوْلِهِ: {فَصَلَّىٰ}، لأَنَّ الصَّلَاةَ هِيَ مِعْرَاجُ أَهْلِ الإِيمَانِ.وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "جُعِلَتْ لِي بَرْدًا وَرَاحَةً لِعَيْنِي فِي الصَّلَاةِ".[9]

ہمارے شیخ اعظم یعقوب کرخی نے فرمایا: آیت میں مدارج سلوک کی طرف اشارہ ہے۔

۱توبہ اور تزکیہ کی طرف قد افلح من تزکّٰی سے اشارہ ہے۔

۲زبانی ٗ قلبی ٗ روحی اور سری ذکر کی پابندی کی طرف وذکر اسم ربہ سے اشارہ ہے۔

۳مشاہدہ کے دوام کی طرف فصلّٰی سے اشارہ ہے کیونکہ نماز اہل ایمان کی معراج ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری آنکھ کے لیے خنکی نماز میں کر دی گئی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی روشنی میں شیخ اعظم یعقوب کرخی کا قول تزکیہ نفس کے مراحل کی وضاحت کرتا ہے جو تصوف میں لازمی سمجھے جاتے ہیں۔ توبہ، ذکر، اور دوامِ نماز کو روحانی ترقی کے ستون قرار دیا گیا ہے۔ یہ ترتیب نفس کی پاکیزگی اور اللہ کی قربت کے حصول کے لیے ضروری ہے، جو تزکیہ نفس کے عملی اور نظریاتی پہلوؤں کو متوازن انداز میں پیش کرتی ہے۔

ذکر و فکر کے ذرائع تصوف

ذکر و فکر تصوف کے بنیادی ارکان میں شمار ہوتے ہیں جنہیں ائمہ تصوف نے اپنی تعلیمات میں خاص اہمیت دی ہے۔ انہوں نے ذکر یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد اور فکر یعنی تدبر و غور کو روحانی ترقی کے لیے لازمی عمل قرار دیا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں ائمہ تصوف کے اقوال کا مجموعہ پیش کیا گیا ہے جو ذکر و فکر کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتے ہوئے ان کی روحانی تاثیر کو بیان کرتا ہے۔ یہ اقوال صوفیانہ عمل اور معرفت کا راستہ روشن کرتے ہیں۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ[10]

تم میری یاد کرتے رہو میں تم کو یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرتے رہو ناشکری نہ کرو۔

آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ نے جو اقوال ذکر کئے ان ائمہ تصوف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر و فکر نفس کی تطہیر اور دل کی روشنی کے اہم وسائل ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں ان اقوال کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ ذکر و فکر نہ صرف اللہ کی قربت کا ذریعہ ہیں بلکہ یہ روحانی تجربات کی بنیاد بھی ہیں۔ یہ عمل انسان کو خودی اور جہالت سے نکال کر حقیقت کی طرف لے جاتے ہیں، جو تصوف کا قلبی مقصد ہے۔

---

[9] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ الاعلیٰ 15:87

[10] البقرۃ 152:2

ذکر سے شیطانی تسلط کا خاتمہ

ذکرِ الٰہی انسانی قلب کو شیطان سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اس پر حدیث بھی شاہد ہے حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مفردین سبقت لے گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ مفردین کون ہیں فرمایا اللہ کا بہت ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اے عزیز جاننا چاہیے کہ ذکر کی حقیقت غفلت کو دفع کرنا ہے کیونکہ غفلت ہی سبب قساوت کا ہے اور جس امر مشروع سے خواہ وہ فعل ہو یا قول یا تفکر اللہ کی رضامندی اخلاص اور حضور قلب سے طلب کی جائے یہی ذکر ہے اور اگر بلا اخلاص ہو تو شرک ہے اور جو غفلت سے ہو تو وہ لغو غیر معتبر ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں :

> صوفیہ کرام نے ذکر لا الٰہ الا اللہ کو خواہ قلب سے ہو یا زبان سے جہری ہو یا خفی اختیار فرمایا ہے لیکن حضرت مجدد صاحب رح کے نزدیک قرآن مجید کی تلاوت زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ ایک تو قرآن مجید کی فضیلت خود زیادہ ہے اور دوسرے قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی صفت حقیقیہ بلا واسطہ ہے گویا یہ ایک رسی ہے کہ ایک کنارہ اس کا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور ایک ہماری طرف ہے سو جو اس میں فنا ہو گیا اس سے زیادہ اسے کوئی نعمت نہیں ملی اور نیز مجدد صاحب رح نے کثرت نوافل کو اختیار فرمایا ہے۔[11]

قاضی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ نماز مومن کی معراج ہے لیکن یہ تلاوت قرآن مجید اور مشغولی نوافل بعد فناء نفس کے اختیار کرنے کو فرماتے ہیں اور قبل از فناء نفس ذکر نفی و اثبات پر اقتصار کرنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ قرآن پاک کی مشغولی قبل از فناء مناسب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی نہیں مس کرسکتے قرآن کو مگر پاک لوگ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ رذائل نفس سے اب تک پاک و صاف نہیں ہوئے ان کو قرآن کی تلاوت سے زیادہ مناسب ذکر کرنا ہے۔

اہل تصوف اور ذکر

عبد اللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کے دل میں دو کوٹھڑیاں ہیں ایک میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسری میں شیطان۔ جب آدمی ذکر اللہ کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر اللہ سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اپنی چونچ اس کے قلب میں رکھتا اور بہکاتا ہے۔[12] علامہ غلام رسول سعیدی تفسیر تبیان القرآن میں لکھتے ہیں :

> خواص مومنین اور عارفین دل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں ' ان کے دل میں ہر وقت صرف اللہ کی یاد رہتی ہے اور وہ اپنے دل میں غیر کا خیال نہیں آنے دیتے۔ ذکر کا اصل معنی ہے: یاد کرنا' قرآن مجید میں ہے؛ آیت " واذکر ربک اذا نسیت [13]

"جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کو یاد کیجئے "۔ زبان سے ذکر کو بھی اس لیے ذکر کہتے ہیں کہ زبان دل کی ترجمان ہے ' تاہم بغیر حضور قلب کے فقط زبان سے ذکر کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے ' ابو عثمان سے کسی نے شکایت کی کہ ہم زبان سے ذکر کرتے ہیں مگر دل میں اس کی حلاوت محسوس نہیں کرتے ' انھوں نے کہا: اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے کم از کم تمہارے ایک عضو کو تو اپنی اطاعت میں لگا لیا ہے۔ ابو عثمان نہدی نے کہا: میں اس وقت کو جانتا ہوں جب اللہ تعالیٰ مجھے یاد کرتا ہے ' پوچھا: وہ کونسا وقت ہے ؟ کہا: جب میں اسے یاد کرتا ہوں۔ ذوالنون

---

[11] ایضاً، سورۃ البقرۃ 152:2

[12] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ البقرۃ 152:2

[13] علامہ غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن، زیر تحت الآیۃ سورۃ البقرۃ 152:2

مصری نے کہا: جو حقیقت میں اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ اس کے ماسوا کو بھول جاتا ہے اور اللہ ہر چیز سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو ہر چیز کا بدل عطا فرماتا ہے' اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے ذکر سے زیادہ اور کوئی عمل اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں :

ہم نے ذکر سے دوام ذکر اس لیے مراد لیا ہے کہ واذکر کا عطف قم اللیل پر ہے اور عطف معنی کی مغایرت چاہتا ہے۔ مطلق ذکر تو قیام شب میں بھی ہوتا ہے اور ترتیل قرآن کے ذیل میں بھی اس لیے واذکر میں دوام ذکر مراد ہونے سے کلام نئے معنی کے لیے مفید ہو جائے گا۔ محض تاکید معنی سے اضافہ معنوی اولیٰ ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک ذکر رب سے مراد یہ ہے کہ تلاوت قرآن " بسم اللہ الرحمن الرحیم " سے شروع کرو۔[14]

رہبانیت اور اسلام

تبتل سے مراد یہ نہیں ہے کہ لوگوں سے ملنا چھوڑ دو اور حقوق عباد کی ادائیگی میں کوتاہی کرو اور جس تعلق و رشتہ داری کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کو کاٹ دو۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں :

> و تبتل الیہ . اور ماسوی اللہ سے کٹ کر اللہ کی طرف رخ کر لو۔ تبتیلا. تبتیل باب تفعیل کا مصدر ہے۔ تعلق کاٹ دینا۔ بجائے تَبَتُّلٌ باب تفعل کا مصدر اور تَبَتَّلَ کا مفعول مطلق کے آیات کے فواصل کی رعایت سے باب تفعیل کا مصدر ذکر کیا۔ اس کے علاوہ اس طرف اشارہ بھی ہے کہ تبتل کٹ جانا اکثر کسبی امر ہوتا ہے جو گہری نظر اور کوشش کا محتاج ہے اس لیے پہلے تبتیل کاٹ دینے کا فعل ہوتا ہے پھر تبتل کٹ جانا اسی لیے تبتل کی تفسیر میں حسن بصری رح نے اجتہد کوشش کر کہا ہے۔ ابن زید نے کہا: دنیا اور مافیہا کو چھوڑ کر ان چیزوں کی طلب کرنا جو خداتعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں ' تبتل ہے۔ گویا یوں فرمایا کہ رب کے سوا اپنے دل کا رشتہ ہر چیز سے توڑ لو اور اللہ ہی کی طرف ہو جاؤ۔[15]

اسلام میں سادھو پن تو قطعاً نہیں ہے' تم پر اپنے نفس کا بھی حق ہے اور بیوی ' بچوں کا بھی حق ہے اور مہمان کا بھی حق ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ حسی اور علمی تعلقات سے دل کی وابستگی نہ رکھو۔ صوفیہ کا قول ہے کہ ہم جس راستہ کو قطع کرنے کے درپے ہیں اس کی دو منزلیں ہیں ' پہلی منزل ہے مخلوق سے کٹ جانے کی اور دوسری منزل ہے حق سے جڑ جانے کی۔ ایک دوسرے کے لیے لازم ہے اسی لیے اللہ نے دونوں کے درمیان واو عاطفہ جو جمعیت پر دلالت کرتا ہے' ذکر کیا ہے اور پہلے وصول حق کو واذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ فرما کر ذکر کیا پھر تَبَتَّلْ مخلوق سے انقطاع کو بیان کیا کیونکہ مخلوق سے کٹ جانے کی اصل غرض ہی حق سے جڑ جانا ہے لہٰذا مقصود اصلی کو پہلے ذکر کیا۔

ہم نے ذکر اللہ کی تعبیر وصول حق سے اس لیے کی کہ جس یاد میں سستی کا گزر نہ ہو اور غفلت ادھر ہو کر نہ گزرے وہ علم حضوری ہو گا۔ علم حصولی کا تصور وہاں بداہتہً ممکن نہیں ' کیونکہ علم حضوری اسی کو تو کہتے ہیں جس میں عالم کے سامنے خود معلوم حاضر ہو اس کی صورت حاصل نہ ہو جب معلوم خود پیش نظر رہے تو یہی دوام حضور ہے۔ یہی وصول و اتصال ہے اسی کو اتحاد اور بقاء کہتے ہیں۔ الفاظ مختلف ہیں ' مطلب سب کا ایک ہے۔ متقدمین اسی کو اخلاص کہتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا تھا' اللہ کے لیے کامل اخلاص اختیار کرو۔

---

[14] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ المزمل 8:73

[15] ایضاً سورۃ المزمل 8:73

رہی یہ بات کہ بجائے واذ کر ربک کے واذ کر اسم ربک فرمایا۔ لفظ اسم کو بڑھایا اس کی وجہ یہ ہے کہ تبتلجس کو فنا بھی کہا جاتا ہے' اسماء صفات کے علم کا نام ہے' ذات سے تعلق رکھنے والے علم کا نام تبتل نہیں ہے علم الذات تو وراء الوراء یعنی حجابات سے بھی پرے ہے دنیا سے کٹ جانے والے کی رسائی ذات تک نہیں ' صرف صفات تک ہوتی ہے' ذات نامعلوم الحقیقت ہے۔[16]

خوب سن لو! اللہ کی یاد سے ہی پاک صاف دلوں کو چین ملتا ہے۔ بغوی نے اس جگہ ایک شبہ اور اس کا جواب لکھا ہے۔ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللہ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ بس مومن وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور اس جگہ ذکر الٰہی کو مومن کے قلب کا اطمینان فرمایا گیا ہے۔ ایک حالت میں خوف اور اطمینان ایک دل میں کیسے جمع ہوسکتے ہیں ' اس شبہ کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ عذاب کے ذکر کے وقت مومن کا دل ڈر جاتا ہے اور ثواب کے وعدہ کے ذکر کے وقت اس کے اندر اطمینان پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ ڈرتا ہے اللہ کے انصاف اور عذاب سے اور چین پاتا ہے اللہ کے فضل و کرم کے ذکر سے۔ اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ اطمینان و خوف میں باہم تضاد ہے لیکن ایک حالت میں دونوں کا اجتماع نہیں ہوتا' اطمینان کی حالت جدا ہوتی ہے اور خوف کی جدا۔

توکل ورضا اور صوفیاء کی آراء

توکل اور رضا تصوف کے بلند ترین مقامات میں سے ہیں جنہیں ائمہ صوفیاء نے روحانی کمال کے لازمی اصول قرار دیا ہے۔ انہوں نے توکل کو اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور رضا کو ہر حال میں اللہ کی مرضی کو قبول کرنے کا عملی مظہر بتایا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں ائمہ تصوف کے اقوال کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ توکل و رضا نفس کی صفائی، قلب کی تسکین اور روح کی آرام کا باعث بنتے ہیں اور بندے کو اللہ کے ساتھ قرب کے اعلیٰ درجات تک پہنچاتے ہیں۔

اللہ سے ڈرنے والوں میں دو آدمیوں نے کہا' جن پر اللہ نے انعام فرمایا تھا' تم دروازہ سے ان پر داخل ہو جاؤ جب تم دروازہ سے داخل ہو جاؤ گے تو بیشک تم ہی غالب رہو گے اور اللہ ہی پر توکل کرو اگر تم مومن ہو۔[17]

قال رجلن من الذین یخافون جو لوگ اللہ سے ڈرتے تھے ان میں سے دو آدمیوں نے یعنی کالب اور یوشع نے کہا۔ ائمہ تصوف کے اقوال کے مطابق توکل ورضا تصوف کی روحانی تعلیمات کا بنیادی ستون ہیں۔ تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے ان اقوال کے ذریعے یہ بتایا ہے کہ توکل اللہ کی قدرت پر ایمان اور رضا اللہ کی حکمت پر مکمل تسلیم کا نام ہے۔ یہ صفات نفس کو تقویت دیتی ہیں اور بندے کو صبر، سکون اور اللہ کی قربت میں ترقی کی راہ پر گامزن کرتی ہیں، جو تصوف کے بلند مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں :

مسروق نے کہا خدا کی مشیت ضرور پوری ہو کر رہتی ہے' کوئی اس کی مشیت پر بھروسہ رکھے یا نہ رکھے البتہ جو اس پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اجر عظیم عطا کرتا ہے۔[18]

مزید قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: قَدْ جَعَلَ اللہ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا : یعنی اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ ہر چیز تقدیر خداوندی کے اندر ہے۔ طلاق کا ایک وقت یعنی طہر اور عدت کی ایک میعاد تین حیض اور چار ماہ دس روز اسی کے اندازہ کے موافق ہے یا ہر چیز سے مراد ہے

---

[16] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ المزمل 8:73

[17] المائدہ 23:5

[18] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ الطلاق 3:65

سختی ' نرمی ' دکھ ' سکھ۔ یعنی اللہ نے ہر دکھ سکھ کی ایک میعاد اور حد مقرر کر دی ہے ' مقررہ حد پر پہنچ کر ہر چیز ختم ہو جاتی ہے اس میں تبدل و تغیر ممکن نہیں ' نہ بے صبر ہونے اور گھبرانے سے کوئی فائدہ ہے۔ اس صورت میں یہ وجوب توکل کا بیان ہو گا اور یہ تفسیر قول مسروق کے موافق ہو گی۔[19]

توبہ وانابت اور اہل تصوف کے افکار

توبہ و انابت تصوف کے بنیادی مراحل میں سے ہیں جنہیں ائمہ صوفیاء نے روحانی تزکیہ اور اللہ تعالیٰ کی قربت کے لیے لازمی قرار دیا ہے۔ توبہ کا مطلب اپنے گناہوں سے باز آنا اور انابت یعنی دل کی جھکاؤ اللہ کی جانب مکمل رجوع کو کہتے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں ائمہ تصوف کے اقوال کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ توبہ و انابت نفس کی صفائی اور روحانی اصلاح کے بنیادی وسائل ہیں، جو مرید کو اللہ کی رحمت و مغفرت سے ہمکنار کرتے ہیں۔

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [20]

تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ.

ائمہ تصوف کے اقوال کے مطابق توبہ و انابت نفس کی اصلاح اور تزکیہ کا لازمی جزو ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ بندے کو ماضی کی غلطیوں سے پاک کرتی ہے اور انابت اللہ کے قریب لے جاتی ہے۔ یہ عمل بندے کو روحانی پاکیزگی، سکون قلب اور اللہ کے قرب کا باعث بنتا ہے، جو تصوف کے مقاصد میں سے ایک ہے۔

توبہ کے بعد گناہ کی یاد پر ندامت ہونی چاہیے

توبہ کے بعد گناہوں کی یاد پر ندامت کی حالت تصوف میں نہایت اہم سمجھی جاتی ہے۔ ائمہ تصوف کے نزدیک صرف توبہ کرنا کافی نہیں بلکہ ماضی کے گناہوں پر دل میں واقعی ندامت ہونا ضروری ہے تا کہ نفس کا تزکیہ مکمل ہو۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں :

بعض صوفیاء نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں تم جو کچھ کرتے تھے اس سے توبہ کرو' اسلام کی وجہ سے اگرچہ پچھلے دور کفر کے اعمال قابل مواخذہ نہیں رہے لیکن جب بھی ان بد اعمالیوں کی یاد آجائے ان پر ندامت تو بہر حال واجب ہی ہے اور ان کو دوبارہ اختیار نہ کرنے کا پکا ارادہ لازم ہی ہے۔[21].

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جاہلیت کے دور کے گناہوں کی توبہ کے باوجود ان پر ندامت اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم لازمی ہے تا کہ روحانی صفائی اور حقیقی اصلاح ممکن ہو سکے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ تصوف میں توبہ کے بعد گناہوں کی یاد پر ندامت ضروری جزو ہے۔ یہ ندامت نفس کی سچی اصلاح اور اللہ کے حضور عاجزی کی علامت ہے۔ بغیر ندامت کے توبہ ادھوری رہتی ہے اور تزکیہ نفس کا عمل مکمل نہیں ہوتا۔ اس ندامت سے مرید کی روحانی ترقی ہوتی ہے اور گناہ دوبارہ نہ کرنے کا پکا ارادہ اس کے استقامت کا ثبوت بنتا ہے۔

---

[19] ایضاً سورۃ لطلاق 3:65

[20] النور 24:31

[21] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ لطلاق 3:65

صبر، زہد وورع کے ذرائع اور ائمہ تصوف

صبر، زہد وورع تصوف کے بنیادی اصول ہیں جو روحانی کمال کے حصول کے لیے ائمہ تصوف نے اپنی تعلیمات میں خاص مقام دیا ہے۔ یہ صفات نفس کی پاکیزگی، دنیا سے رغبت ترک کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں ثابت قدمی کا مظہر ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں ائمہ صوفیاء کے اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صبر و زہد وورع انسان کو مادی خواہشات سے آزاد کرتے ہیں اور اس کی روح کو اللہ کے قرب کا مستحق بناتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ[22]

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد طلب کرو' بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ائمہ تصوف کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ صبر، زہد وورع نفس کی اصلاح اور تزکیہ کا لازمی جزو ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری میں یہ واضح کیا گیا کہ یہ صفات انسان کو دنیا کی لذتوں سے بے نیاز کر کے اللہ کی محبت اور قربت کی طرف مائل کرتی ہیں۔ صبر مشکلات میں استقامت اور زہد دنیاوی چیزوں سے کنارہ کشی کا نام ہے جبکہ ورع ہر حرام ومکروہ سے بچاؤ ہے، جو تصوف کے حقیقی مقصد کی تکمیل میں مددگار ہیں۔

ورع کے حاملین وعارفین

ورع اور صبر تصوف کی اعلیٰ صفات میں سے ہیں جنہیں ائمہ صوفیاء نے روحانی کمال اور قربِ الٰہی کے لازمی مراحل قرار دیا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر مظہری میں ورع کے حاملین اور عارفین کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، یعنی ان کی مدد، نصرت اور قبول دعا کرتا ہے۔ یہ قرب ومدد ایک غیب کی حقیقت ہے جو فقط عارفین کے لیے واضح ہوتی ہے اور اس کی حقیقت عالم الغیب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اللہ کے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہونے کے معنی مفسرین نے یہ بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مدد اور نصرت اور قبول دعا سے صابروں کے ساتھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ساتھ ہونے سے ایک بلا کیف قرب مراد ہے اور وہ عارفین پر روشن ہے اور اس کی پوری حقیقت عالم الغیب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[23]

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ورع وصبر کے حاملین اللہ کی خصوصی رحمت اور قرب کے مستحق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر صورت میں مدد کرتا ہے اور ان کے دلوں کو سکون واطمینان بخشتا ہے۔ یہ قرب ومدد ایک باطن کی حالت ہے جو صرف عارفین کو نصیب ہوتی ہے اور اس کی مکمل حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ورع وصبر بندے کو اللہ کے قریب کرنے والے اعلیٰ اوصاف ہیں۔

صوفیاء کی اللہ سے محبت

صوفیاء کی محبتِ الٰہی کا فلسفہ خالص اور بے غرض ہوتا ہے، جو کسی خوف، دینی یا دنیوی طمع سے ماوراء ہوتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے نزدیک، اہل سنت کے محقق صوفیہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جو محبت خوف یا فائدے کی نیت سے ہو وہ حقیقی محبت نہیں کہلائی جاسکتی۔ محبتِ الٰہی کا جو جذبہ صوفیہ میں پایا جاتا ہے، وہ پاکیزہ، خالص اور اللہ کی ذات سے بندے کا قرب حاصل کرنے کی سچی خواہش پر مبنی ہوتا ہے، جو تصوف کی اصل روح کی عکاسی کرتا ہے۔ امام التصوف والتفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

---

[22] البقرۃ2:153

[23] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ البقرۃ2:153

جو محققین اہل سنت ہیں اور وہ صوفیہ کرام ہیں ان کا مسلک یہ ہے کہ جو محبت کسی خوف یا دینی یا دنیوی طمع پر مبنی ہو وہ محبت ہی نہیں ہے۔[24]

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی روشنی میں صوفیاء کی محبتِ الٰہی کی خاصیت اس کی خلوص اور بے نیازی ہے۔ وہ محبت جو خوف یا دنیاوی مفاد کی بنیاد پر ہو، صوفیاء کے نزدیک محبت کی اصل معنویت سے خالی ہے۔ یہ محبت بندے کو اللہ کے قرب کے اعلیٰ مراحل تک پہنچاتی ہے اور تصوف کی معرفت کا بنیادی جز ہے، جو حقیقی عشقِ الٰہی کی علامت ہے۔

ولایت و معرفت اور صوفیاء کے اقوال

ولایت و معرفت تصوف کے مرکزی موضوعات ہیں جن کی تشریح ائمہ تصوف نے اپنی کتب و اقوال میں بڑی تفصیل سے کی ہے۔ ولایت کا مفہوم اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے اور اس کے بندوں میں خاص مقام پانے سے ہے جبکہ معرفت حق تعالیٰ کی حقیقت اور صفات کو جاننے کا درجہ ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے مطابق ائمہ تصوف ولایت کو روحانی بلندی اور معرفت کو حقیقتِ الٰہی کی ادراک کی منزل قرار دیتے ہیں، جو سالکین کے سلوک میں راہنما اور مقصدِ نھایی ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ[25]

سنو اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غم گین ہوں گے۔

اقوال ائمہ تصوف سے واضح ہوتا ہے کہ ولایت صرف اللہ کی قربت ہی نہیں بلکہ اللہ کے ولیوں کی مخصوص صفات اور روحانی حالات کا مجموعہ ہے۔ معرفت اللہ کی ذات و صفات کی گہری پہچان ہے جو سالک کو نورانیت اور فہمِ ربوبیت سے نوازتی ہے۔ ولایت و معرفت دونوں تصوف کے اعلیٰ درجات ہیں جن کے بغیر حقیقی روحانیت ممکن نہیں، اور یہ ائمہ کرام کی تعلیمات کا بنیادی محور ہے۔

قربِ الٰہی کا سب سے اولیٰ درجہ انبیاء کا ہے

صوفیاء کے نظریے میں قربِ الٰہی کا دوسرا درجہ فناء فی اللہ ہے، جسے اصطلاحاً فناء قلب بھی کہا جاتا ہے۔ امام التصوف و التفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

> صوفیہ کی اصطلاح میں کم سے کم وہ درجہ جس پر لفظ ولی کا اطلاق ہو سکتا ہے' اس شخص کا ہے جس کا دل اللہ کی یاد میں ہر وقت ڈوبا رہتا ہے۔ وہ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول رہتا ہے۔ اللہ کی محبت میں سرشار رہتا ہے۔ کسی اور کی محبت کی اس میں گنجائش نہیں ہوتی خواہ باپ ہو' یا بیٹا' یا بھائی' یا بیوی' یا دوسرے کنبہ والے' کسی سے اس کو محبت نہیں ہوتی۔ اگر کسی سے محبت ہوتی ہے تو محض اللہ کیلئے اور نفرت ہوتی ہے تب بھی خوشنودیٔ مولیٰ کے حصول کیلئے۔ وہ کسی کو کچھ دیتا ہے تو صرف اللہ کیلئے اور نہیں دیتا ہے تب بھی اللہ کی مرضی کیلئے۔ اس گروہ کی آپس میں محبت لوجہ اللہ ہوتی ہے۔[26]

---

[24] ایضاً، سورۃ البقرۃ2:165

[25] یونس10:62

[26] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ یونس10:62

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے مطابق، فناء قلب کا مطلب ہے کہ ولی کا دل دنیاوی اور نفسانی خواہشات سے پاک ہو کر صرف اللہ کی محبت اور فرمانبرداری میں غرق ہو جائے۔ اس مقام پر ولی کا ظاہری و باطنی کردار تقویٰ اور پرہیزگاری سے مزین ہوتا ہے اور وہ ہر وہ عمل اور خصلت ترک کر دیتا ہے جو اللہ کی ناپسندیدہ ہو۔ یہ فناء قلب قرب الٰہی کا اہم اور مقدس مرحلہ ہے۔

مجاہدہ و ریاضتِ نفس اور افکارِ صوفیاء

مجاہدہ و ریاضتِ نفس تصوف کا بنیادی عمل ہیں جن کے ذریعے سالک اپنے نفس کے خواہشات و شہوات پر قابو پاتا ہے۔ ائمہ تصوف کے اقوال میں ان کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے کہ یہ جدوجہد انسان کو روحانی کمالات تک پہنچاتی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے مطابق، ریاضت نفس صرف جسمانی محنت نہیں بلکہ قلبی پاکیزگی اور نفس کی تزکیہ کا ذریعہ ہے، جو اللہ کے قریب لے جانے والا راستہ ہے۔ مجاہدہ نفس کے بغیر معرفت اور قربِ الٰہی کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ [27]

اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں اور مشقت اٹھاتے ہیں ہم ضرور انھیں اپنی راہیں دکھائیں گے اور بیشک اللہ ضرور محسنین نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

جنید (بغدادی) نے کہا: جن لوگوں نے توبہ کی کوشش کی ہم ان کو اخلاص کے راستے بتادیتے ہیں۔[28]

تصوف کی تعلیمات میں مجاہدہ و ریاضت نفس کو سالک کی راہِ خدا میں ضروری شرط قرار دیا گیا ہے۔ ائمہ تصوف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس کی تربیت و مجاہدہ کے بغیر روحانی ترقی اور قربِ الٰہی کا حصول ناممکن ہے۔ یہ عمل سالک کو گناہوں سے پاک کر کے اس کے دل کو نورانی بناتا ہے اور اسے اللہ کی رحمت و ہدایت کے حصول کے لیے مستعد کرتا ہے۔ مجاہدہ نفس روحانی کمال کی بنیاد ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

سفیان بن عیینہ نے کہا: جن لوگوں میں اختلاف ہو تو تم سرحد والوں کو دیکھو یعنی ان کے راستوں پر چلو کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا گویا آپ کے نزدیک آیت میں جہاد سے مراد کفار سے جہاد کرنا ہے۔ حسن نے کہا: سب سے اعلیٰ جہاد نفسانی خواہشات کی مخالفت ہے۔[29]

اولیاء اللہ کا قلبی نور

اولیاء اللہ کے قلبی نور کی حقیقت تصوف کے گہرے فلسفے اور معرفت کے بنیادی نکات میں سے ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے مطابق، یہ نور وہ روحانی روشنی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی شناخت کا ذریعہ بنتی ہے، اور عقل بشری کو اس بلند مقام تک پہنچاتی ہے جہاں وہ حق و باطل کی تمیز کر سکے۔ قلبی نور سالک کو اللہ کی راہ میں رہنمائی دیتا ہے اور اس کی باطنی دنیا کو منور کر دیتا ہے، جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے کہ وہ نور ہے جو رب کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ امام التصوف والتفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

---

[27] العنکبوت 69:29

[28] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ العنکبوت 69:29

[29] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ العنکبوت 69:29

اولیاء اللہ کا دل اللہ کی ذات وصفات کی طرف راستہ پاتا ہے' عقل انسانی جس کو پا نہیں سکتی تھی۔ اس نور کی ضیاء پاشی کی وجہ سے وہاں تک پہنچ جاتی ہے اور جس کے ذریعہ یہ عقل بشری کو حق اور باطل کو جان لیتی ہے' اللہ نے فرمایا ہے فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۔[30]
اولیاء اللہ کے قلبی نور کا تصور ان کی روحانی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی علامت ہے۔ یہ نور عقل و فہم کی حدوں سے بالاتر ہو کر سالک کو حقائق کی پہچان عطا کرتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نور ربانی مدد اور ہدایت کا ذریعہ ہے، جو سالک کو صحیح راستے پر گامزن رکھتا ہے اور اس کے دل و دماغ کو روشن کرتا ہے، جو تصوف میں معرفت کی بلند ترین منزلوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

صوفی کے قلبی نور کی وضاحت

صوفی کے قلبی نور سے متعلق مختلف روایات ہیں جیسا کہ حسن اور ابن زید نے کہا یہ قرآن کی مثال ہے مصباح قرآن ہے جس طرح چراغ سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اسی طرح قرآن سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں صوفی کا دل حق بات' حق عمل اور حق اعتقاد کی وجہ سے کھل جاتا ہے' حق کو قبول کرتا ہے اور باطل کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے' باطل سے اس میں انقباض ہو جاتا ہے' اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اپنے دل سے مشتبہ امور میں فتویٰ طلب کرو۔ اگرچہ مفتیوں نے تم کو فتویٰ دے دیا ہو۔ رواہ البخاری فی التاریخ بسند حسن۔ جب مومن کے دل میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کا علم آجاتا ہے تو اس کے اندر یقین و ہدایت کا نور اور بڑھ جاتا ہے۔ نورٌ علی نور کی تشریح میں کلبی نے کہا یعنی مومن کا ایمان اور اس کا عمل' سدی نے کہا نور ایمان اور نور قرآن۔ [31]

زجاجہ مومن کا دل ہے مشکوٰۃ اس کا منہ اور زبان ہے' مبارک درخت وحی کا درخت ہے' زیت سے مراد ہے قرآنی دلائل' تیل کے روشن ہو جانے سے مراد ہے حجت قرآن کا واضح ہو جانا خواہ اس کو پڑھا نہ گیا ہو' یعنی نزول قرآن سے پہلے اللہ نے مخلوق کی ہدایت کی نشانیاں اور دلائل قائم فرما دی تھیں پھر جب قرآن نازل ہوا تو نور بالائے نور ہو گیا' نور فطرت میں نور قرآن کا اضافہ ہو گیا۔

خلاصہ تحقیق

صوفیاء کرام کے نزدیک تزکیہ نفس کی بنیاد توبہ، ذکر، اور مسلسل عبادت پر ہے۔ یعقوب کرخی اور حسن بصری جیسے بزرگوں نے تزکیہ کے مراحل اور دل کی صفائی پر گہری روشنی ڈالی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تزکیہ نفس کی پہلی شرط اللہ کی رضا حاصل کرنا اور ناپسندیدہ اعمال سے اجتناب کرنا ہے۔ ذکر و فکر کے حوالے سے صوفیاء کی تعلیمات قلبی اور روحانی حضور کی ضرورت کو واضح کرتی ہیں۔ حضرت علی اور دیگر ائمہ کا قول ہے کہ اللہ کے ساتھ حقیقی محبت اور قربت کا تقاضا ہے کہ بندہ اپنے نفس کو اللہ کے ذکر سے منور کرے اور دنیاوی لذتوں سے دستبردار ہو۔ توکل اور رضا پر ائمہ کرام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ بندہ مکمل بھروسہ اور اللہ کی تقدیر پر راضی رہنے والا ہو، جو تصوف کی روحانی دولت کا سرچشمہ ہے۔ توبہ و انابت پر فقہاء و صوفیاء نے گناہوں کی ندامت اور مسلسل استغفار کی ضرورت پر زور دیا ہے تاکہ بندہ اپنی اصلاح میں ثابت قدم رہے۔ صبر و زہد و ورع کے حوالے سے اقوال میں دنیاوی کششوں کو ترک کرنا اور روحانی ثبات حاصل کرنا بنیادی اصول شمار ہوتا ہے۔ محبتِ الٰہی و قربِ الٰہی کی تشریحات میں ولی اللہ کی ذات، ان کی صفات اور ان کی قربت کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ ائمہ و فقہاء و صوفیاء کے اقوال تصوف کی علمی اور عملی بنیادوں کو مستحکم کرتے ہیں اور روحانی سلوک کی جامع رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

---

[30] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ النور 35:24

[31] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، زیر تحت الآیۃ، سورۃ النور 35:24

مصادر و مراجع

- القرآن الکریم
- ابن کثیر، إسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم دار الکتب العلمیة، منشورات محمد علي، بیروت الطبعة الأولی، 1419ه۔
- بیضاوي، ناصر الدین عبداللہ بن عمر أبو سعید، تفسیر البیضاوي، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعة الأولی، 1418ه۔
- پانی پتی، ثناء اللہ، قاضی، مقدمہ تفسیر مظہری،، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور 1999
- حریملي، فیصل بن عبد العزیز، تفسیر توفیق الرحمن، دار العلیان للنشر والتوزیع، القصیم، الطبعة الأولی، 1416ھ
- محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز، تفسیرِ عزیزی، ادارہ اسلامیات، لاہور